# بعثت نبوی ﷺ سے پہلے اور بعد میں تعلیمی صورتحال کا تحقیقی جائزہ

## A research review of the educational situation before and after Bosat e Nabvi (arrival of the Holy Prophet BPUH)

**Sharafat Ali**
*Ph.D. Scholar, The Islamia University of Bahawalpur*
*E-mail: sharafatali24.iiui@gmail.com*
**Mahwish Ali**
*M.Phil, Islamic studies (Dawah)*
*International Islamic University Islamabad*
*Email: mishikhan90@yahoo.com*
**Iram Shahzadi**
*M.Phil, Islamic studies (Seerah)*
*National university of modern languages H-9 islambad*
*Email: irumshah.626@gmail.com*

**Abstract**

Education was quite uncommon among Arabs before Bosat e Nabvi to the extent that there was no concept of Arabic orthography. The arrival (of Hazrat Muhammad Pbuh) began a revolution in the Arab world. The Arabs who were known as barbarians, quarrelsome and uncivilized, became the most cultured people under the teachings of The Prophet. The Arabic language got the status of written language from Makkah Mukaramma.To make them (the people) minded towards Allah and to teach them morally and improve their morality was the prime objective of The Chosen Prophet (Al Mujtaba) PBUH. The task of building character through education, which the Prophet (PBUH) started from Dar E Arqam, was continued by his followers who did not let the beacon of knowledge diminish. Research tells us that along with the physiological and social teachings, the Mentor of Humanity also taught His companions the order/sequence of alphabets and orthography. Hazrat Moavia, also known as Kaatib-e-wahi, used to write according to the instructions given by the prophet (PBUH).

The concept of primary education which was stressed by the Europeans of the 19th century was acted by the last prophet (PBUH) 14 years ago. Concept of education for adults and women that we beget from the end of the Risalat prophet's reign even the Progressist world of today has not witnessed. a lot of female companions of the Prophet (PBUH) who got benefited from his teachings became intellectual. These female companions of the holy prophet (PBUH) benefitted others with the light of their knowledge and actions. So, the distinguished practice of education and teaching that was set, is a lifetime source of emancipation for the ones to follow.

**Keywords:** Knowledge, Arabs, teaching methods, women's education

## تعارف:

بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے اہلِ عرب میں تعلم کا رواج عام نہ تھا، حتیٰ کہ عربی رسم الخط بھی نہ تھا۔ آپ ﷺ کی آمد سے عرب میں انقلاب کی ابتدا ہوئی۔ وہ عربی جو وحشی، جنگجو اور غیر مہذب کہلاتے تھے وہ آپ ﷺ کی تعلیمات کے زیر اثر مہذب ترین بن گئے۔ مکّہ مکرمہ سے عربی زبان کو تحریری زبان کی حیثیت ملی۔ انسانوں کو ایک اللہ کی طرف راغب کرنا اور تعلیم و تربیت کرنا ہمارے نبیِ معظم ﷺ کا مقصد اوّل تھا۔ تعلیم کے ذریعے کردار سازی کا جو کام آپ ﷺ نے دار ارقم سے شروع کیا تو اس دیے کو بعد میں آنے والوں نے بجھنے نہ دیا ۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ معلّم انسانیت ﷺ نے کردار سازی اور اخلاقی و دینی تعلیم کے ساتھ حروف کی ترتیب اور رسم الخط سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ فرمایا۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جو کاتب وحی کہلاتے تھے ان کو بھی آپ ﷺ کی طرف سے جو ہدایات ملتی تھیں وہ ان کے مطابق لکھتے تھے۔ انیسویں صدی میں اہل یورپ نے جو ابتدائی تعلیم پر زور دیا اسے خاتم النبیین ﷺ چودہ سو سال پہلے عملی جامہ پہنا چکے تھے، تعلیم بالغاں اور تعلیم نسواں کا جو تصور عہد رسالت ﷺ سے ملتا ہے آج کے ترقی پسند دور میں بھی ویسا نہیں ہو پایا۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں بہت سی صحابیات فقیہہ بنیں اور دوسروں کو اپنے علم و عمل کی روشنی سے فیضیاب فرمایا۔ گویا تعلیم و تعلّم کا جو عظیم الشان سلسلہ نے شروع کیا گیا، پیروی کرنے والوں کے لیے تاحیات باعثِ نجات ہے۔ اس مضمون میں عربوں کی تعلیمی حالت اور نبی رحمت ﷺ کی بعثت سے قبل و بعد از تعلیمی صورتحال کا جائزہ لیا جائے گا۔

## اسلام سے پہلے عربوں کی تعلیمی حالت

اسلام کے تعلیمی نظام کا اندازہ لگانے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہوگا کہ دور جاہلیت میں ظہور اسلام سے پہلے عربوں کی تعلیمی حالت کیا تھی۔ ظہور اسلام سے پہلے عرب ایک ناخواندہ قوم تھی، یہی وجہ تھی کہ دوسری قوموں کے مقابلے میں امی تھی، یعنی ناخواندہ کہلاتے تھے۔ اسلام سے بیشتر چند عربوں نے غیر قوموں کی مدد سے عربی رسم الخط ایجاد کیا تھا۔

چنانچہ علامہ بلاذری لکھتے ہیں۔

مرامر بن مرہ، اسلم بن سھدرہ اور عامر بن جدرہ نے مل کر سریانی زبان سے عربی رسم الخط ایجاد کیا۔

اس سے پہلے عربی زبان کا کوئی رسم الخط نہ تھا۔ یہودی اپنے پیغامات عبرانی رسم الخط میں لکھتے تھے۔ یعنی عربوں کا خط حمیری کے ساتھ ناپید ہوگیا۔ عربوں کی مرکزی اور علمی زبان نہ تھی تمام قبیلے اپنی الگ زبان بولتے تھے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے سینکڑوں برس پہلے سبا اور حمیری قبائل کے زمانے میں عرب کا تمدن شباب پر تھا۔ اس وقت حمیری خط رائج تھا۔ اس سے صرف امراء اور بادشاہ لکھتے تھے۔ عام لوگ اس سے ناواقف تھے کیونکہ ماہرین آثار قدیمہ نے جو کتب یمن کے کھنڈروں سے برآمد کیں ہیں ان میں عوام کا لکھا ہوا کوئی کتبہ دستیاب نہیں ہوا۔ سلطنتوں کے تباہ و برباد ہونے کے ساتھ باشندے دور دراز علاقوں میں منتشر ہو گئے۔ ان کے تمدن کے ساتھ تعلیمی نظام بھی ختم ہو گیا کیونکہ اس کے بعد تمام عرب میں جہالت اور وحشت کا دور، دورِ جہالت کہلایا جانے لگا تاں آنکہ اسلام نے آکر ایمان اور علم کی روشنی سے جہالت کے اس اندھیرے کو دور کیا۔

جب ہم مکہ معظمہ کی معاشرتی اور تعلیمی حالت کا جو قبل از اسلام پائی جاتی تھی اگر قریب سے مطالعہ کریں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عربوں میں غیر معمولی صلاحتیں تو پائی جاتی تھیں لیکن اسلامی تعلیمات نے ان صلاحیتوں کو یکجا کیا۔ اور ایک مرکز پر لا کر انہیں اس قابل بنا دیا کہ یہی عرب دنیا کو للکارنے والے فاتح بن گئے۔

کیونکہ زمانہ جاہلیت سے عربوں میں خانہ جنگی سالہا سال چلتی تھی جو کہ ان میں حیرت انگیز قوت برداشت کا سبب بنتی تھیں۔ سینٹ الیانا کی یاداشتیں میں فرانس مصنف لکھتا ہے کہ نپولین کو بھی عربوں کی اعلیٰ مہمات پسند قابلیتوں پر رشک تھا۔ پھر اسلام نے پورے جزیرہ عرب کو ایک وحدت ملی بنا کر ایک ناقابل تسخیر قوم بنا دیا تھا۔ اسی طرح بہت سا کتابی سرمایہ ملا کر جان نے بغداد اور قرطبہ اور دیگر مقامات کو تباہ کر دیا۔ لیکن تاریخی مشاہدے سے جو معلومات ملتی ہیں اس سے پتہ چلتا کہ مکہ میں کتنے مدرسے ہوا کرتے تھے۔[(1)]

اس طرح بازار عکاظ میں ہر سال ادبی سرگرمیاں بھی عروج پر ہوا کرتی تھیں۔ اور اس کی بدولت عربی زبان کو معیاری بنانے میں اہم پیش رفت ہوئی، لیکن تمام تعلیمی کوشش انفرادی ہوتی تھیں اور ابتدائی نوعیت کی تھی کوئی قابل فخر سرگرمیاں نہ تھی جیسا کہ میدان میں ہیں۔

## مکہ کی تعلیمی حالت

یہ مکہ ہی کا کمال تھا جنھوں نے سب سے پہلے عربی زبان کو تحریری زبان کی حیثیت عطا کی، سفیان بن حرب اور ابو قیس بن عبد مناف کی مشترکہ کوششوں سے جو گلشن عزم و حکمت سجایا گیا تھا، مکہ مکرمہ کے اہل قلم نے اس کی آبیاری کر کے اس کی سدا بہار نکہتوں کو مزید نکھارا۔ نبی امی معلم انسانیت ﷺ نے اسے اپنے خون جگر سے سینچا اور شبانہ روز کی جدوجہد سے پروان چڑھایا۔ اسلام کی ابتدا میں مکہ معظمہ جیسے مرکزی مقام پر چند افراد تعلیم یافتہ تھے لیکن آفتابِ اسلام نے لوگوں کے دلوں کو علوم کی وہ ضیا پاشی نصیب کی کہ تھوڑے عرصے کے اندر اس تعداد میں

حیرت انگیز اضافہ ہو گیا۔ علامہ بلاذری کی تفصیلات کے مطابق اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حسب ذیل حضرات علم کی دولت سے سرفراز تھے؛

عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابو طالب، ابو عبید بن جراح، طلحہ، معاویہ بن ابو سفیان، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، حاطب بن عمرو، ابو سلمہ بن عبد اللہ بن سعید، خالد بن سعید، عبد اللہ بن سعد، حویطب بن عبد العزی، ابو فعفان بن امیہ، معاویہ بن ابو سفیان، تمیم بن صلت العلاء الخصومی، ان کے علاوہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے غلام فہیرہ بھی لکھنا جانتے تھے۔ جس کا تذکرہ واقعہ ہجرت میں پایا جاتا ہے۔ محسن انسانیت ﷺ نے جب ہم وطنوں کی ایذا رسانیوں سے مجبور ہو کر ہجرت مدینہ کا سفر فرمایا تو کفار نے آپ ﷺ کی گرفتاری یا قتل پر ایک سو اونٹ انعام کا اعلان کیا۔ ان حالات میں سفر کی نزاکت اور صعوبتوں کا اندازہ کیجئے۔ جان بچانا بھی آسان نہ تھا مگر یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس وقت بھی قلم دوات آپ ﷺ کے پاس تھی۔[2]

## حضور اقدس ﷺ کی تعلیم و تربیت

تعلیم حاصل کرنے کے ذرائع بالعموم تین ہیں (۱) وحی یعنی انبیاء کے ذریعہ (۲) حواس (۳) عقل و فکر کے ذریعے ان تینوں کی حسن تکمیل کی خاطر خالق کائنات نے محسن کائنات ﷺ کو انسانی فکر و معاش سے بالاتر علمی مراتب مرحمت فرمانے کی خاطر جائے پیدائش سے لے کر آپ ﷺ کے ذاتی حالات تک ہر چیز اور ہر مرحلہ کچھ ایسی انوکھی نوعیت کا بنایا کہ انسان اپنی ذاتی کاوش سے اور ظاہری وسائل کے بل بوتے پر اس اوج کمال تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جائے پیدائش کے لیے عرب کا صحرا تجویز ہوا۔ جو ممتدین دنیا اور علم و حکمت کے مراکز سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ جس کے راستے اور ذرائع مواصلات ایسے دشوار و گزار تھے کہ شام، عراق اور مصر جیسے ترقی یافتہ شہروں کے باشندوں کے ساتھ کوئی رابطہ تک نہ تھا۔

ایسے ماحول میں پیدا ہونے اور نشوونما پانے والے انسان سے علم و حکمت اور اخلاق عالیہ کے ظہور کا تصور کیسے ممکن ہو سکتا تھا لیکن حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خلعت نبوت سے نوازا۔ تو آپ ﷺ کی زبان سے علم و دانش کا ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا کہ پھر آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے نامور اور شہرہ آفاق شعراء و بلغاء بھی دم توڑ گئے۔

## پہلا خدائی حکم

اسلام کے افق پر طلوع ہوتے ہی جو پہلا اعلان کیا گیا وہ نہ ہی توحید و رسالت کا، نہ ہی عبادت و ریاضت کا

اور نہ ہی مکارم اخلاق اور انسانی حقوق کا تھا۔ نبی امی فداہ ابی وامی ﷺ کو سب سے پہلا جو حکم ملا، جس سے وحی کا آغاز ہوا وہ تعلیم و حکمت جیسے عظیم المرتبت موضوع پر مبنی تھا۔

علاوہ ازیں علم ہی انسان کو دوسری ساری مخلوقات اور حیوانات سے ممتاز اور اشرف و اعلیٰ بناتا ہے اسلام کے اعلان کا سب سے پہلا لفظ خود سنا، بظاہر کتنی حیرت انگیز بات ہے وہ 'اقرا' تھا۔ اس معنی خیز لفظ سے تحریر و کتابت کی اہمیت دنیا پر آشکار ہوتی ہوگئی۔ ارشاد اولین ہوتا ہے۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (3) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (4) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (5)[(3)]

اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو پیدا کیا جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے علم سکھایا۔ آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

## مکہ کی اولین درسگاہ

معلم انسانیت ﷺ نے تعلیم و تلقین کا مقدس سلسلہ سرزمین مکہ ہی سے شروع فرمادیا تھا۔ اور ابن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر "دار ارقم" کو اپنی اولین درسگاہ قرار دیا تھا۔ جہاں آپؐ مسلمانوں کو قرآن مجید اور دینی مسائل سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ انہیں نہ صرف اخلاقی و مذہبی تعلیم سے بہرہ یاب فرماتے تھے بلکہ شدید ترین مخالفتوں کے باوجود آپ نے تعلیمی و تبلیغی سرگرمیاں مسلسل جاری رکھیں۔ بعض صحابہ مسلمانوں کے گھروں میں جاکر قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن اور بہنوئی کو سورۃ طہ کی تعلیم دیا کرتے تھے اور یہی واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا موجب بنا تھا۔

## بعثت نبوی کے وقت تعلیمی صورت حال

جناب رسول اللہ ﷺ کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے انسان کو حقیقی انسانیت سے روشناس کرانے کا عزم کیا، کیونکہ جب تک انسان کو صحیح معنی میں انسان نہ بنایا جائے اس وقت تک یہ دنیا بے حیائی و بدمعاشی، ظلم و جور اور قتل و غارت گری کا نقشہ پیش کرتی رہے گی۔ مکی عہد کے مکمل تیرا سال کردار سازی کا کام کیا۔ یہ کام مکہ مکرمہ کے ایک چھوٹے سے مکان سے شروع ہوا، جو کہ دارارقم کے نام سے موسوم تھا۔

پہلے انبیاء کرام خاص قوم یا خاص زمانہ کے لیے مبعوث ہو کر آتے تھے جبکہ آپ ﷺ کی بعثت اور آپ کی دعوت پوری دنیا کے جن وانس کے لیے تھی، تاکہ تمام لوگ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو کر آخرت کو حاصل کریں۔

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کام کچھ انسانوں کی مدد سے ایک مثالی معاشرہ پیدا کرنا تھا، جو اس عظیم مقصد میں آپ ﷺ کے دست وبازو بنیں اور آئندہ اس بارگران کو سنبھالنے کے قابل ہوں، افراد سازی کا یہ کام جو دارارقم کے گمنام گوشوں سے شروع ہوا تھا، اس کا مقصد تو انسان بنانا تھا اور اس کی تفصیل وہ پورا قرآن ہے جو مکی دور نبوت میں نازل ہوا۔ مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں کی عام خصوصیات یہ ہیں۔

1. اللہ تعالی کی عظمت ومحبت کو راسخ کرنا۔
2. فکر آخرت
3. دنیا کی چندروزہ زندگی اور اس میں آرام سے بے چینی کی حقیقت کو کھولنا۔
4. مخلوق کے ساتھ معاملہ میں ان کے حقوق کی پوری ادائیگی اور اپنے حقوق سے چشم پوشی کرنا۔
5. ایذاؤں پر درگذر اور اپنی طرف سے ہر حال میں ان کی خیر خواہی اور ہمدردی کرنا۔

قرآن اور رسول ﷺ کی تعلیم وتربیت سے جو مقدس گروہ پیدا ہوا، اللہ تعالی نے اس کا نام حزب اللہ رکھ کر ان کو دنیا آخرت کی کامیابی کی خوشخبری دے دی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

أُولَٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (4)

## مدینہ منورہ میں تعلیمی صورت حال

یونہی آفتاب رسالت طلوع ہونے سے پہلے مدینہ میں بھی تعلیم وتعلم کا سلسلہ قائم تھا۔ یہود کی تعلیمی درسگاہوں میں تورات کی تعلیم کے علاوہ لکھنے پڑھنے کی تربیت کا انتظام بھی تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ فخر انسانیت مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہود سے جنگ کرنے کے لیے فورا روانہ ہو جاؤ ہم لوگ مدینہ سے نکل کر یہود کی آبادی کی طرف چل دیئے۔ حتی کہ "بیت المدراس" تک پہنچ گئے۔[5]

بخاری شریف کی اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ کرمانی تحریر فرماتے ہیں "المدراس" اس جگہ کو کہا جاتا تھا۔ جہاں یہود تورات کی تعلیم دیتے ہیں۔[6]

علامہ عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ "بیت المدارس" بھی استعمال ہوا ہے۔ جب کہ مدارس کتاب کی تدریس کے علاوہ دیگر علوم کے تعلیمی مرکز کو کہا جاتا ہے۔[7]

تاہم اوس وخزرج یعنی مدینہ کے انصار مکہ والوں سے زیادہ متمدن ہونے کے باوجود ان میں تحریر وکتابت اور علم وادب کا رواج مکہ والوں سے بھی کم تھا۔ ان قبائل میں عربی لکھنے کی تعداد بہت کم تھی۔ یہود میں سے کسی نے

انہیں لکھنا سکھایا تھا۔ البتہ اسلام کے ظہور سے کچھ زمانہ قبل مدینہ کے بچے تحریر و املاء کو سیکھ رہے تھے۔ جب اسلام آیا تو اوس و خروج کے متعدد افراد زیور تعلیم سے آراستہ ہو چکے تھے۔

## صفہ واصحاب

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسجد کے ایک گوشہ کو صفہ یعنی علم و ادب کا مرکز قرار دیا۔ جیسے موجودہ زبان میں Residential University رہائشی یونیورسٹی کہا جا سکتا ہے۔ اس یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلبا دو قسم کے تھے کچھ طلبا شہر کے مختلف حصوں میں رہائش پذیر تھے اور پڑھائی سے فارغ ہو کر گھروں کو چلے جاتے اور کچھ ایسے تھے جن کا گھر نہ ہونے کی وجہ سے وہی ان کا ہاسٹل بھی تھا۔ جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عوالی میں قیام رکھتے تھے، جو مسجد نبوی سے کسی قدر دور ہونے کی وجہ سے آپ کے لیے ہمہ وقتی اکتساب علم و فیض ممکن نہ تھا۔ تاہم یہ معمول بنا رکھا تھا کہ ایک دن خود حاضر ہوتے اور ایک دن اپنے پڑوسی حضرت عتبان بن مالکؓ کو بھیجتے تا کہ دامن نبوت کی خوشہ چینی سے کسی دن محروم نہ رہیں۔

اگرچہ اس پہلی اسلامی یونیورسٹی میں تعلیم ابتدائی نوعیت کی تھی اس کے باوجود متعدد شعبوں پر مشتمل تھی۔ مثلاً لکھائی، پڑھائی کا شعبہ، تعلیم قرآنی کا شعبہ، جو لوگ لکھنا پڑھنا سیکھ لیتے انہیں اس قت تک کی نازل شدہ آیات قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ فقہی احکام و مسائل کے شعبہ میں ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کام کرتے تھے۔ مزید بر آں یہ کہ معلم اعظم بحیثیت رئیس ادارہ وقتاً فوقتاً خود انہیں علم سے نوازتے تھے، تاریخ اسلام کی پہلی اقامتی درسگاہ میں طلبہ کی مجموعی تعداد چار سو تک بھی ہو جاتی تھی۔ صفہ کا قیام مسجد نبوی کے ساتھ ہونا اس امر کی دلیل تھا کہ یونیورسٹی تک ہر مسلمان طالب علم کی رسائی ہو۔ صفہ کو تدریسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ایک نہایت ہی لطیف نکتہ کا غماز ہے کہ مدرسہ یا دار العلم مسلمانوں کی اولین ضرورت ہے جس کا مسلمانوں کی بستی میں ہونا لازمی امر ہے۔ اسی طرح مدرسہ کا ہونا لازمی امر ہے اگر کوئی نئی جگہ نہ ملے، وسائل کی کمی آڑے آئے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسجد کے ایک حصہ کو بطور مدرسہ استعمال کریں۔ یہ بھی ممکن تھا کہ معلم اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ میں کوئی جگہ منتخب فرماتے اور اس میں عمارت تعمیر کرواتے اور پھر اس کو بطور درس گاہ استعمال کرتے۔ (8)

## عہد رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں آداب کتابت

معلم انسانیت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین کو حروف کے رسم الخط اور ترتیب سے بھی آگاہ فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو تو اس میں سین کو ظاہر کرو۔ یعنی "ب" کو

"س" سے ادغام کر کے لکھو۔ "باسم" نہ لکھو۔ آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا حرف "س" کے تین شوشے برابر دیا کرو اور اسے شوشوں کے بغیر نہ لکھا کرو۔[9]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس نے انہیں فرمایا:

دوات کو ڈالے رکھو اور قلم کو ٹیڑھا کٹ لگاؤ اور با(ب) کو سیدھا لکھو اور "س" کو کھینچ کر لکھو اور "م" کو ظاہر نہ کرو اور "اللہ" کے لفظ کو اچھی طرح لکھو "الرحمن" کو کھینچ کر لکھو اور "الرحیم" کو الگ سے لکھو۔

معلم انسانیت ﷺ نے کاتب وحی معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کتابت کے سلسلہ میں انتہائی قابل قدر ہدایات دیں۔ آپ نے فرمایا:

دوات میں سیاہی اچھی طرح گھول لیں۔ قلم ٹھیک طریقے سے پکڑیں۔ با کو سیدھا لکھیں۔ سین کے دندانوں میں فرق کریں۔ میم کو خراب نہ کریں۔[10]

## آنحضرت ﷺ کا دس سالہ تعلیمی منصوبہ

آنحضرت ﷺ کی تعلیمی پالیسی کا آغاز ہجرت مدینہ کے بعد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں دس برس گزارے۔ اس قلیل مدت میں اس نوزائیدہ ریاست کو ہر پہلو سے مکمل کرنے کی انتھک کوشش کی۔ دن کا چین اور رات کا آرام آپ ﷺ نے اس ریاست کو مستحکم کرنے میں صرف کر دیا۔ ویسے بھی آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کے پاس وقت بہت تھوڑا ہے اس کے بعد آپ ﷺ کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملنا ہے۔

آپ ﷺ کی چشم بصیرت دیکھ رہی تھی کہ جب تک معاشرہ سیاسی و معاشی لحاظ سے مستحکم نہ ہو گا اور بیرونی حملوں سے محفوظ و مامون نہ ہو گا تب تک یہاں علمی ترقی نہیں ہو گی۔ فنون لطیفہ کو فروغ حاصل نہ ہو گا۔ چنانچہ معاشرے کو اندرونی خلفشار و معاشی ابتری سے بچانے کی خاطر آپ ﷺ نے فوری طور پر تین اہم قدم اٹھائے۔

1. میثاق مدینہ۔۔۔۔ اس کی رو سے مدینہ کے تمام گروہ یکجا ہو گئے۔ وہ مسلمان تھے یا غیر مسلم شہری ہونے کی حیثیت سے ان کے حقوق مساوی تھے۔ اگر کوئی تنازعہ سر اٹھالیتا تو آخری فیصلہ آپ ﷺ کر دیتے۔ اس میثاق کی رو سے مدینہ بیرونی حملوں سے محفوظ ہو گیا۔ سوائے چند ایک حملوں کے۔
2. مواخات۔۔۔۔۔ یہ قدم مسلمانوں کو معاشی لحاظ سے آسودہ کرنے کی ایک ہلکی اور مؤثر کوشش تھی۔ اس کے تحت ایک مہاجر مسلمان کو ایک انصاری مسلمان کا بھائی بنا دیا گیا جو اس کی معاشی کفالت کا ذمہ دار تھا۔
3. مسلمانوں کی تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لیے ایک مسجد کی بنیاد رکھی کیونکہ تعلیمی میدان میں بہر حال یہود

آ گئے تھے۔ اس مسجد کے ساتھ مسلمان طلبہ کی رہائش کے لیے علیحدہ جگہ مخصوص کر دی گئی جسے صفہ کہا جاتا ہے۔ تاریخ عالم میں یہ پہلی اقامتی درسگاہ تھی۔ ہو سکتا ہے اس سے قبل یونان میں بھی کوئی ایسی درسگاہ ہو۔ اس ریاست کو بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے آنحضرت ﷺ کتنے محتاط اور سنجیدہ تھے اس کا اندازہ ان جنگوں سے کیا جا سکتا ہے جو آپ ﷺ نے بیرونی حملہ آوروں کے خلاف لڑیں۔ ان تمام چھوٹی بڑی جنگوں کی تعداد ۸۲ بنتی ہے۔ گویا آپ ﷺ کو ہر سال آٹھ جنگوں سے واسطہ پڑا ہے۔ آپ ﷺ نے ریاست کی سیاسی، معاشی اور اخلاقی حالت سدھارنے کے ساتھ تعلیمی اصلاحات کا جامع پروگرام بنایا جو آپ ﷺ کی آخری عمر تک جاری و ساری رہا۔ لہٰذا اس پروگرام کو دس سالہ تعلیمی منصوبہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا۔ یاد رہے پانچ سالہ یا دس سالہ منصوبہ بنا کر مملکت کا کاروبار چلانا روس نے ۱۹۱۷ء میں شروع کیا۔ محمد ﷺ کے اسی دس سالہ منصوبے پر بعد کے خلفاء نے ایک مستحکم تعلیمی عمارت کھڑی کی۔ اس منصوبے کے تحت آپ ﷺ نے تین سکیمیں شروع کیں، ابتدائی لازمی تعلیم، تعلیم بالغاں اور تعلیم نسواں۔(11)

## ابتدائی لازمی تعلیم (Basic Compulsory Education)

آپ ﷺ نے ابتدائی تعلیم کو لازمی اور مفت قرار دیا۔ ہر جمہوری اور ترقی پسند ریاست کا اولین فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام نونہالوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرے۔ یہ تعلیم بغیر کسی تعصب اور بغیر کسی تفریق کے عام کی جاتی ہے۔ بچے ہر ریاست کے لیے تخلیقی اور پیدا آوری افراد ہوتے ہیں۔ ذات پات کی تمیز اس سے ختم ہوتی ہے اور ہر بچہ تعلیم اپنی قومی زبان میں حاصل کرتا ہے۔(12)

سورہ الانفال آیت (۶۰) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

"تم دشمنوں کے لیے حتی المقدور تیاری جاری رکھو"۔

علامہ جلال الدین سیوطی اس کی تفسیر میں حدیث بیان فرماتے ہیں۔

حق الولد على الوالد:أن يعلمه الكتابة والسباحة والرماية (13)

یعنی تیاری میں یہ بھی شامل ہے کہ باپ اپنے بچے کو جہاں تیرنا اور تیر چلانا سکھائے وہاں اسے لکھنا پڑھنا بھی سکھائے۔

امام جصاص نے سورۃ التحریم آیت نمبر 2 کی تفسیر میں لکھا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ اور اپنے خاندان کو دوزخ سے بچاؤ"

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہم اپنی اولاد اور خاندان کو دین و خیر خواہی ہر قسم کی تعلیم دیں جس طرح کہ نبی پاک ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔[14]

سورہ طٰہ آیت ۱۳۲ میں ارشاد باری ہے۔

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا

"آپ اپنے خاندان کو نماز کا حکم دیں اور اس پر ثابت قدمی دکھائیں"۔

سورہ الشعراء کی آیت ۲۱۴ میں ارشاد باری ہے۔

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب آخرت سے ڈرائیں۔

یہ دونوں آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہم اپنے رشتہ داروں اور خاندان کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ اس کے علاوہ نبی پاک ﷺ کی یہ حدیث

كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيه [15]

تم سب کے سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یعنی جس طرح ایک عہدہ دار پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ماتحت عملہ کی حفاظت کرے۔ انہیں معروف کی طرف دعوت دے اسی طرح والدین بھی اپنے بچوں کو تعلیم سے مزین کرکے انہیں مہذب اور ذمہ دار انسان بنائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ باپ کا فرض ہے کہ وہ بچے کا خوبصورت نام رکھے جب جوان ہو جائے تو اس کی شادی کرے اور اسے لکھنا پڑھنا سکھائے۔ نبی پاک ﷺ کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا بچوں کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں؟ جس طرح ہمارے حقوق ان پر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا بچے کا اپنے باپ پر حق یہ ہے۔ کہ وہ اسے لکھنا، تیر اکی، تیر اندازی سکھائے اور اسے پاکیزہ کھانا دے۔

یہ وہی حقوق ہیں جن کا مہیا کرنا جدید دور میں ہر ریاست کا فرض ہے۔ مثلاً؛ کھانا، رہائش، تعلیم اور جوان ہونے پر ان کی جنسی آسودگی کا اہتمام کرنا۔ جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شادی کے نام سے بیان کیا ہے۔ آج کل تیر اندازی کی کئی متبادل اشکال موجود ہیں مثلاً؛ بندوق سے نشانہ بازی، ٹینک اور میزائل سے حملہ آور ہونا وغیرہ ہے۔[16]

علامہ طرطوشی اپنی مشہور کتاب "سراج الملوک "میں فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام شیوخ و کہول اور نو جوانوں سبھی کو سلام کرتے اور سبھی سے قرآن وسنت کا علم حاصل کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ علم کے سمندر اور فقہ وحکمت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔البتہ اگر بچپن میں علم حاصل کیا جائے تو وہ دماغ میں ایک طویل عرصہ تک راسخ رہتا ہے۔اس عمر میں علم کی فروعات جلد از بر ہو جاتی ہیں۔(17)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سکول سے گزرتے تھے تو بچوں کو سلام کرتے تھے۔(18)

انسان کی حیات بہت مختصر ہے۔ بچپن، شباب اور کہولت ان سب مراحل کے فرائض مختلف ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کا بہترین وقت ملازمت یا شادی سے قبل کا ہے کیونکہ ملازمت کے دوران فرائض منصبی کی وجہ سے حصول تعلیم کے لیے فرصت میسر نہیں ہوتی اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد کتاب پڑھنا تو درکنار احباب کو خط لکھنے کا بھی وقت نہیں ملتا۔ اس فطری مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمان دانشوروں نے جو کچھ کہا ہے ان کی دقت نظر کی داد دینی پڑتی ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا (19)

سردار بننے سے پہلے (عہدہ حاصل کرنے سے پہلے) علم حاصل کرلو

اور قاضی عیاض نے تسودوا کا معنی تزوجوا کیا ہے۔یعنی شادی کرنے سے پہلے پہلے علم حاصل کرلو۔ لیکن معروف معنی یہی لیا گیا ہے کہ ذمہ داری یا ملازمت کرنے سے پہلے پہلے علم حاصل کرلو جدید ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ ابتدائی تعلیم جدید جمہوری دور کا ثمر ہے۔خاص کر مزدور بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لیے اس کا رواج ہوا۔(20)

ایک دوسری روایت کے مطابق ابتدائی لازمی اور مفت تعلیم " یا " تعلیم سب کے لیے کے علم بردار " John Pestalozzi ۱۹۷۶ تا ۱۸۲۷ء ہیں۔

انیسویں صدی کی ابتداء میں امریکہ اور فرانس میں انقلاب آئے۔ عوام نے آزادی اور مساوات کا حق حاصل کیا۔ یہ حقوق بھی تین صدیوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد عوام نے حاصل کیے۔(21)

برطانیہ میں ابتدائی اور لازمی تعلیم کا ایکٹ ۱۸۷۰ء میں نافذ ہوا(22) دوسری روایت کے مطابق برطانیہ میں ابتدائی اور لازمی تعلیم ۱۹۲۶ء میں شروع ہوئی۔(23) بھارت میں اس تعلیمی نظریہ کا بانی گاندھی کو تصور کیا جاتا ہے لیکن دنیا کے عظیم معلم محمد ﷺ نے ابتدائی اور لازمی تعلیم کی اہمیت کو تقریبا پندرہ سو برس پہلے ہی محسوس کر لیا

تھا۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ۲ھ میں ابتدائی تعلیم کا آغاز ہو گیا تھا۔ جنگ بدر کے وہ قیدی جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ان پر لازم قرار دیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا کر آزاد ہو جائے۔ انہی بچوں میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جو بعد میں بہت بڑے کاتب ثابت ہوئے۔ انہوں نے قرآن پاک کو قریش کے لہجہ میں مدون کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ اور یہ وہی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نبی پاک ﷺ کے حکم پر سترہ دنوں میں عبرانی زبان پر مہارت حاصل کر لی تھی۔ انہیں عبداللہ بن سعید بن العاص نے لکھنا پڑھنا سکھایا تھا جہاں تک مفت تعلیم کا تعلق ہے اس کا آغاز بھی نبی پاک ﷺ نے کیا تھا۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے صفہ کے کئی حضرات کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا اور قرآن کی تعلیم دی تھی۔ ایک آدمی نے مجھے ہدیہ کے طور پر ایک قوس دی۔ جب نبی پاک کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا!

"إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا"

"اگر تم پسند کرتے ہو کہ اس قوس کے بدلے آگ کا طوق تمہاری گردن میں پڑ جائے تو اسے قبول کر لو"۔(24)

اسی طرح حضرت ابی بن کعب بھی اہل صفہ کو قراۃ اور کتابت سکھاتے تھے۔ کسی شاگرد نے آپ کو تحفہ میں ایک قوس دی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا!

ان اخذتها فخذيها قوسا من النار (25)

اگر تو نے یہ لے لی تو آگ کی قوس بھی لینے کے لیے تیار رہو۔

دوسری روایت میں آتا ہے

"تَقَلَّدْهَا شِلْوَةً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ"

تم جہنم کا طوق گلے میں ڈالنے کے لیے تیار رہو۔

مندرجہ بالا دونوں روایات اس حقیقت کی بھی غماز ہیں کہ اسلام میں اساتذہ پر شاگردوں سے ہدایا اور تحائف وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

## تعلیم بالغاں

ایسے افراد جو کسی معاشی مجبوری، شادی، ملازمت یا سہل پسندی کی وجہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہوں اور ان کی عمر زیادہ ہو گئی ہو ان کی تعلیم میں مدد دینا تعلیم بالغاں کہلاتا ہے۔ تاکہ وہ کم از کم لکھنے پڑھنے اور اپنے پیشوں سے متعلق حساب کتاب میں ماہر ہو سکیں۔ خوشگوار زندگی کے اہل بن سکیں۔ اپنی شخصیت کی

تکمیل کر سکیں اور زمانے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔[26] حضور پاک ﷺ نے مدینہ میں آکر فوری طور پر اس دوسری سکیم پر بھی عمل شروع کیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے اسے ۱۹۵۸ء میں شروع کیا۔[27]

عہد رسالت ﷺ میں تعلیم بالغاں کے بارے میں امام بخاری نے کتاب العلم میں باب باندھا ہے۔

"بابا الاغتباط باعلم والحکمه وقد تعلم اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهم کبار" [28]

علم و حکمت میں رشک اور اصحاب رسول نے بڑی عمر میں بھی علم حاصل کیا ۔

عبد الحئ الکتانی کہتے ہیں۔

صحابہ کرام اپنی تعلیم اس مشہور حدیث کی بنا پر حاصل کرتے تھے

التعلیم في الصغر کانقش في الحجر [29]

بچپن میں تعلیم حاصل کرنا پتھر پر لکیر کی مانند ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قول حسن بصریؒ کا ہے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صغر سنی میں تعلیم حاصل کی تھی۔

بعض شیوخ کا خیال ہے کہ بڑی عمر میں تعلیم حاصل کرنا چھوٹی عمر کی نسبت زیادہ استحکام اور پختگی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ بڑی عمر میں دل و دماغ یکسو ہوتے ہیں۔ اس عمر میں روزگار و معاش کی فکر کرنا ہوتی ہے اور عائلی مسائل پر بھی انسان گرفت حاصل کر لیتا ہے۔ لہذا کسی بڑی عمر کے آدمی کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ اب تعلیم حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی یاداشت کام نہیں کرتی یا اس کو یکسوئی حاصل نہیں یا اس کے حالات وو سائل اسے اجازت نہیں دیتے۔ اکثر صحابہ کرام نے اس وقت تعلیم حاصل کی جب وہ ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے تھے اور آخری عمر میں وہ علم کے سمندر ثابت ہوئے۔[30]

مثلاً صحابہ کرام آپ ﷺ سے دس آیات سنتے تھے تو جب تک ان آیات کا علم اور احکامات سیکھ کر عمل نہ کر لیتے تھے حضور ﷺ انہیں آگے سبق نہیں دیتے تھے۔[31]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

استوصوا العلم الاحداث [32]

علم کو بالغوں کے حوالے کرو۔

مجمع الزوائد میں ایک باب ہے۔

" باب حث الشباب علی طلب العلم "

یعنی جوانوں کو طلب علم کی ترغیب دینا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

ما بعث الله نبیا الا وهو شاب ولا اوتی عالم علما الا وهو شاب (33)

اللہ نے کسی کو نبی نہیں مبعوث کیا مگر جب وہ جوان تھا اور کسی عالم کو علم نہیں دیا مگر جب وہ جوان ہوا۔

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس قراء سے بھری ہوئی تھی۔ ان میں نوجوان اور عمر رسیدہ ہر قسم کے صحابہ کرام موجود تھے۔ آپ جب کبھی ان سے کسی مسئلہ پر مشورہ کرتے تو فرماتے "تم میں سے کوئی شخص اپنی کم عمری کی وجہ سے اظہار رائے سے نہ شرمائے۔ کیونکہ علم کو کم عمری یا بڑی عمر کی وجہ سے نہیں ماپا جاتا۔ یہ تو ایک نعمت ہے جسے اللہ چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ (34)

آیئے اب دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ تعلیم بالغاں کا اہتمام کب ہوا۔

اگر چہ یہ ایک وسیع اصطلاح ہے۔ اس کے ڈانڈے زمانہ قدیم سے جا ملتے ہیں لیکن قانون اور دستور کے لحاظ سے یہ تحریک انیسویں صدی کی تحریک ہے۔

۱۷۲۷ء میں بنجمن فرنیکلن (Benjamin Franclin) نے امریکہ میں Junta یعنی مردوں کے کلب کی بنیاد ڈالی۔ غالباً تعلیم بالغاں کا امریکہ میں یہ پہلا ادارہ تھا۔ (35) اس کے علاوہ امریکہ میں تعلیم بالغاں کی ایک تحریک ۱۸۲۶ء تا ۱۸۳۵ء کے عرصہ میں پروان چڑھی اور اس کا نام امریکی ہال "American Layceum" تھا۔ ۱۸۷۴ء میں نیویارک میں Chautauqua کے مقام پر ایک تحریک نے جنم لیا۔ جس کے افراد ہر ریاست میں جا کر بالغوں کو تعلیمی لیکچر دیتے تھے۔ اہل علم خود ہی اندازہ لگا لیں کہ تعلیم بالغاں کی ابتداء کرنے والی کون سی ہستی ہے۔

## عہد رسالت میں خواتین اسلام کی تعلیم

علم دین کا حصول ہر مسلمان مرد، عورت پر فرض ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" البتہ اس میں عورتوں کی صنفی حیثیت کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود صحابیات کو دین کی تعلیم ان کی حیثیت کے مطابق دی ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے۔ عہد رسالت میں عورتوں کی دینی تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا وہ مردوں کی طرح درس گاہ نبوی ﷺ میں حاضر نہیں ہوتی تھیں مگر مختلف طریقوں سے تعلیم حاصل کرتی تھیں، قرآن کی تعلیم خاص طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں

کو دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے علم دین کے اٹھ جانے کی بات کی تو ایک صحابی حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:

كيفَ يُختَلَسُ العِلمُ منَّا وقد قَرأنا القرآنَ فواللهِ لنَقرأنَّهُ ولنُقرِئنَّهُ نساءَنا وأبناءَنا[36]

علم دین کیسے ختم ہو جائے گا؟ ہم نے قرآن پڑھا ہے خدا کی قسم اس کو ہم پڑھتے رہیں گے اور ہماری عورتیں اور ہمارے لڑکے اس کو پڑھتے رہیں گے۔

صحابیات کے خصوصی اجتماع میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا کر تعلیم و تلقین اور وعظ فرمایا کرتے تھے، امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح کی کتاب الاعلام میں "باب هل يجعل للنساء يوماً على حدة في العلم" کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

قالتِ النِّساءُ للنبيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِن نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وأَمَرَهُنَّ، فَكانَ فِيما قَالَ لهنَّ: ما مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِن ولَدِهَا، إلَّا كانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقالتِ امْرَأَةٌ: واثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: واثْنَتَيْنِ[37]

رسول اللہ ﷺ سے عورتوں نے کہا کہ آپ کی تعلیم کے بارے میں مرد ہم عورتوں پر غالب ہیں، اس لیے آپ ﷺ خود ہمارے لیے ایک دن مقرر فرمائیں اس پر آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرما لیا، جس میں ان کو وعظ سنایا اور دینی باتوں کا حکم دیا، اسی سلسلہ میں آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے ہوں وہ اس کے لیے نار جہنم سے پردہ ہوں گے، یہ سن کر ایک عورت نے سوال کیا کہ اور جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ دو بھی۔

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ، فاضلہ اور دین دار صحابیہ تھیں، ان کو صحابیات نے اپنا ترجمان اور نمائندہ بنا کر خدمت نبوی ﷺ میں بھیجا، انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں مسلمانوں کی بیویوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں، وہ کہتی ہیں اور میں بھی کہتی ہوں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث کیا ہے، ہم عورتیں آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی اتباع کی، ہم پردہ نشین، گھروں میں رہنے والی ہیں، مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں اور مرد نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، جنازہ اور جہاد میں شرکت کرتے ہیں اس وجہ سے فضیلت اور ثواب پاتے ہیں، جب وہ جہاد میں جاتے ہیں تو ہم ان کے مال و اولاد کی حفاظت و پرورش کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر و ثواب میں مردوں کے شریک ہو سکتی ہیں؟

رسول اللہ ﷺ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی دل پذیر تقریر سن کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ اسماء جاؤ ان عورتوں کو بتادو کہ

فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم إليها، ثم قال لها: " انصرفي أيتها المرأة، وأعلمي من خلفك من النساء أن حسن تبعل إحداكن لزوجها، وطلبها مرضاته، واتباعها موافقته تعدل ذلك كله " قال: فأدبرت المرأة وهي تهلل وتكبر استبشارا (38)

تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک، اس کی رضاجوئی اور اس کے مزاج کے مطابق اتباع ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر اسماء خوشی کے ساتھ تہلیل و تکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں اور عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی بشارت سنائی۔

ان واقعات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابیات میں علم دین حاصل کرنے کا کس قدر اہتمام تھا وہ اس کے لیے اجتماعی طور سے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ بسا اوقات وعظ و تلقین کے ذریعہ عورتوں کو تعلیم دیتے تھے، ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر عورتوں کے مجمع میں تشریف لے گئے، ان کو وعظ سنا کر صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور عورتیں اپنی اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں دینے لگیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کو اپنے دامن میں رکھنے لگے۔ (39)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیات کو جس بات میں شک وشبہ ہوتا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے معلومات حاصل کیا کرتی تھیں، نیز صحابیات، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے مسائل اور دین کی باتیں معلوم کرتی تھیں۔ سن رسیدہ اور رشتہ کی عورتیں براہ راست آپ ﷺ سے مراجعت کرتی تھیں۔

صحابہ کی طرح صحابیات میں بھی محدثہ، فقہیہ، عالمہ، فاضلہ، مقتیہ اور کاتبہ بھی تھیں، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیتہ الامت تھیں، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی فقیہ تھیں، حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی اور رسول اللہ ﷺ کی پروردہ تھیں، ان کے بارے میں لکھا ہے۔

كانت من أفقه نساء اهل زمانها "وہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بڑی فقیہ تھیں۔"

ابو رافع تابعی کا قول ہے کہ میں مدینہ میں کسی عورت کو فقیہ سمجھتا ہوں تو زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کو[40]

حضرت ام ابو الدرداء الکبری نہایت عاقلہ، فاضلہ، عابدہ اور واسعۃ العلم فقیہ صحابیہ تھیں۔[41]

بہت سی صحابیات لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پڑھنا جانتی تھیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا لکھنا پڑھنا دونوں جانتی تھیں، حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا لکھنا جانتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے جس طرح حفصہ رضی اللہ عنہا کو نملہ (پھوڑے) کا رقیہ سکھایا ہے، کتابت بھی سکھا دو، حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت کریمہ بنت مقداد رضی اللہ عنہا لکھنا جانتی تھیں۔[42]

علمائے صحابہ کی طرح عالمات صحابیات نے اپنا حلقہ درس و تدریس با قاعدہ قائم نہیں کیا مگر ان سے احادیث کی روایت کی گئی۔ اور فقہی مسائل اور فتاوے معلوم کئے گئے۔

صحابیات میں کئی شاعرات تھیں جن کے اشعار کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں حضرت خنساء بہت مشہور ہیں اور اپنے بھائی صخر کے مرثیہ میں اتنے غم ناک اشعار کہے ہیں کہ ارثی العرب کہلائیں، بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اشعار سنے ہیں۔ ہند بنت عتبہ، زینب بنت عوام بن خویلد، سعدی بنت کریز بن ربیعہ، صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم کے علاوہ متعدد صحابیات شعر گوئی میں مشہور تھیں۔

ان ہی حضرات صحابیات کے اسوہ پر بعد میں خواتین اسلام نے حدیث و فقہ، فتویٰ، تفسیر، شعر و ادب اور دوسرے علوم و فنون میں بڑھ چڑھ کر بھرپور حصہ لیا، اس کے ساتھ عملی طور سے ہر دینی و ملی معاملہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اندر باہر ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اپنے نام اور کام کے نقوش چھوڑے۔

## خلاصہ کلام

قبل از اسلام عربوں میں تعلیم کا با قاعدہ کوئی نظام مرتب نہ تھا، چند یہودی قبائل یا لوگ پڑھنا اور لکھنا جانتے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے تعلیم کا خاص اہتمام کیا کیونکہ آپ ﷺ پر اترنے والی وحی کی ابتدا ہی اقراء سے ہو رہی ہے، جو اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ کامیابی و فلاح تعلیم میں ہے۔ اسی بات کے پیش نظر سرور کائنات ﷺ نے غزوہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ یہ طے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو پڑھنا و لکھنا سکھا کر آزاد ہو سکتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم سے قطع نظر آپ ﷺ بالغوں اور عورتوں کی تعلیم کو یکساں اجاگر کیا اور ایسا نظام وضع کیا جس کی نظیر آج کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی نہیں ملتی۔

## حوالہ جات


([1])ان فتنۃ العیون، ص:145۔

([2])سیرت ابن ہشام، ص:212

([3])سورۃ العلق، آیت نمبر:1-5۔

([4])سورۃ المجادلۃ، آیت نمبر:22۔

([5]) صحیح البخاری، کتاب الاکرہ باب فی بیع المکرہ، جلد:2، حدیث نمبر:1027۔

([6])ارشاد الساری، جلد:2، 25۔

([7])عمدہ القاری، جلد:10، 256۔

([8])ماخوذ از حمید اللہ، ص:185

([9])نظام الحکومیۃ النبویہ الکتانی، جلد:1، ص:125۔

([10])الشفاء، لقاضی عیاض، جلد:1، ص:136۔

([11])محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین کی تعلیم کی سکیمیں، جلد:2، ص:244

Salamat Ullah, Thought on Basic Education. P.8, Tariq Publication, Aminpur Bazar Faisalabad.([12])

([13]) سیوطی، الدار المنثور فی التفاسیر بالماثور، جلد:3، ص:194۔

([14])جصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، جلد:3، ص:573 تا 574۔

([15])عینی بدر الدین، عمدۃ القاری، شرح صحیح البخاری، جلد:2، ص189۔

([16])التراتیب الاداریہ، جلد:2، ص:234۔

([17])طرطوشی، سراج الملوک باب الحادی والعشرون فی بیان حاجۃ السلطان الی العلم، ص:52۔

([18])الترتیب الاداریہ، جلد:2، ص:235۔

([19]) الصحیح البخاری، جلد:1، صفحہ نمبر:25۔

(20) Arthur, W.Foshay. The new book of Knowledge . Vol. 5, P.68 – 69. Education U.S.A. 1983.

(21) The New Encyclopedia Britannaica. Macropaedia Vol.5, P.376. 15th edition 1977.

(22) F. Dearden. The Philosophy of Primary Education P.1. Routledge & Kegan Paul New York 1970.

(23) Salamat ullah P. 5-7.

(24) سنن ابن ماجہ، جلد:3، صفحہ نمبر:286، حدیث نمبر:2157۔

(25) سنن ابن ماجہ، جلد:3، صفحہ نمبر:287، حدیث نمبر:2158۔

(26) Ura Prashad Pati, Adult Education, P.6 Ashish Publishing House , Punjabi bagh new Dehli,1989.

(27) Lohard cort wright & Edward W.Brice, Hand book of adult Education.P.407-408.

(28) نورالدین الہیثمی، مجمع الزوائد، جلد:1، ص:125۔

(29) الکتانی، الترتیب الاداریہ، جلد:2، ص:234۔

(30) ڈاکٹر حنفیہ رضی، عبداللہ بن مسعود اور ان کی فقہ، ندوۃ المصنفین، سمن آباد لاہور، طبع اول فروری 1971، ص:105۔

(31) التراتیب الاداریہ، جلد:2، ص:317۔

(32) مجمع الزوائد، جلد:1، ص:125۔

(33) التراتیب الاداریہ، جلد:2 ص:317۔

(34) Glen Burch & Glen Jensen. Colliet's Encyclopedia.Vol.8, P:558.

(35) Robert A. Luke. Encyclopedia.

(36) جامع ترمذی، باب ماجاء فی ذھاب العلم، حدیث نمبر:2155

(37) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ھل تجعل للنساء یوما علی حدۃ فی العلم، حدیث نمبر"2260۔

(38) شعب الایمان، جلد:11، ص:177۔

(39) صحیح بخاری، ص:20۔

(40) الاستیعاب، جلد:2، ص:756۔

(41) تہذیب التہذیب، جلد:12، ص:422۔

(42) فتوح البلدان، ص:457۔